اُصُولُ الرَّشَاد لِقَمعِ مَبَانِی الفَسَاد

تصنیف: رئیس المتکلمین علامہ مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ

تقدیم و ترتیب: علامہ محمد حنیف خاں رضوی بریلوی حفظہ اللہ

تصحیح و اعتناء: مولانا محمد اسلم رضا القادری حفظہ اللہ

ناشر: ادارۂ اہل سنت، جامع مسجد الماس، عزیز آباد ۸، کراچی
مکتبہ برکات المدینہ، جامع مسجد بہار شریعت، بہادر آباد، کراچی

نام کتاب: اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد

مصنف: رئیس المتکلمین علامہ مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمن

تقدیم وترتیب: علامہ محمد حنیف خاں رضوی بریلوی حفظہ اللہ

تصحیح واعتناء: مولانا محمد اسلم رضا القادری حفظہ اللہ

تحقیق: عبدالرزاق ہنگورو حسینی، محمد اویس رضا القادری،
محمد کاشف محمود القادری، ومحمد امجد اختر القادری،
محمد امان اللہ

تعداد صفحات: ۲۵۳

سائز: 23x36/16

تعداد: ۱۱۰۰

ناشر: ادارۂ اہل سنت، جامع مسجد الماس، عزیز آباد ۸، کراچی۔ dar_sunnah@yahoo.com
فون: 009221-2021393

مکتبہ برکات المدینہ، جامع مسجد بہارِ شریعت، بہادر آباد، کراچی۔ فون: 021-4219324
barkatulmadina@yahoo.com

طباعت اول:
۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء
مطبع صبح صادق
سیتاپور. یوپی (انڈیا)

طباعت دوم:
۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء

ویب لے آؤٹ www.RazaNW.org

فہرست

معترض ہے وہ اس کی ممانعت قرآن وحدیث سے ثابت کرے، جو بلا دلیل تعظیم رسول کے اظہار سے روکتا ہے، وہ معاند و گستاخ اور بے باک ہے۔

قاعدہ ۲۰: "تعظیم اور توہین کے سلسلہ میں خاص طور پر عُرف کا اعتبار ہوتا ہے"، مثلاً عرب میں "كَ" ضمیر کے ذریعہ خطاب عام ہے، جس کا ترجمہ ہے "تُو"، باپ ہو یا کوئی اور معظم شخصیت، سب کو اسی کے ذریعہ خطاب کیا جاتا ہے لیکن ہمارے دیار میں کسی معظم و بزرگ بلکہ ساتھی اور ہمسر کو بھی "تُو" کہنا خلاف ادب اور گستاخی قرار پائے گا۔ لہٰذا فقہائے کرام نے صدہا مسائل کو عُرف وعادت کے اعتبار سے بیان فرمایا، اور اہلِ اسلام میں جیسا رواج دیکھا اسی پر بنائے کار رکھی، مصنف علیہ الرحمہ نے امام غزالی علیہ الرحمہ کی کتاب "إحیاء العلوم" سے اس قاعدہ کی باحسن وجوہ وضاحت فرمائی[1]۔

اس طرح آپ نے بیس اصول بیان فرما کر مخالفین کے اختراعی اور خود ساختہ قواعد کی دھجیاں اُڑادی ہیں، اور منکرین کے لئے مجالِ دم زدن نہیں چھوڑی، پھر بھی کوئی شخص اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے تو یہ اس کی شومیِ قسمت کا نتیجہ ہوگا۔ پوری کتاب اصولِ شریعت کا بحرِ ذخار ہے، جس کے ذریعہ ہزارہا اختلافی مسائل کی گتھیاں سلجھائی جاسکتی ہیں، لیکن نگاہِ انصاف اور قلبِ سلیم کی ضرورت ہے۔ یہ کتاب مصنف علیہ الرحمۃ والرضوان کے تبحرِ علمی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

یہ کتاب مصنف علیہ الرحمہ کے وصالِ اقدس کے فوراً بعد ۱۲۹۸ھ میں طبع

---

(۱) "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد"، ص۲۲۸، ۲۲۹۔

قاعدہ ۲۰

در بابِ تعظیم وتوہین عُرف وعادتِ قوم ودیار پر بڑا اعتبار ہے، عرب میں باپ اور بادشاہ سے "کاف" کے ساتھ (جس کا ترجمہ "تُو" ہے) خطاب کرتے ہیں، اور اِس ملک میں یہ لفظ کسی معظّم بلکہ ہمسر سے بھی کہنا گستاخی اور بیہودگی سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ہندی اپنے باپ یا بادشاہ خواہ کسی واجب التعظیم کو "تُو" کہے گا، شرعاً بھی گستاخ وبے ادب اور تعزیر وتنبیہ کا مستوجب ٹھہرے گا۔ اور جو فعل جس ملک، اور جس قوم، اور جس عصر میں تعظیم کا قرار پائے گا، اُس کا تارک اگر اُسی قوم اور زمانہ ودیار سے ہوگا، تارکِ تعظیم، اور اُس پر طعن وانکار، بلاشک تعظیم پر طعن وانکار سمجھا جائے گا۔ ہم نے اس رسالہ کے قاعدہ ہشتم میں بدلائلِ باہرہ اور براہینِ واضحہ ثابت کیا ہے کہ عُرف وعادتِ اہلِ اسلام شرعاً معتبر ہے، اور فقہائے کرام نے صدہا مسائل میں رواج وعادت سے استناد کیا، اور اُس کے مطابق حکم دیا ہے۔ موافقتِ قوم ودیار اُن کی عادت میں باعثِ اُلفت ہے؛ کہ مرادِ شارع اور مطلوبِ شرع ہے، اللہ تعالی اپنے حبیب پر اِس کا اِحسان جتاتا ہے: ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ﴾[1]۔

اور مخالفتِ مؤمنین بلا وجہِ شرعی مُوجبِ وحشت جس کی نسبت وعید شدید فرماتا ہے: ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾[2]... إلخ۔

والہٰذا امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمہ اللہ کتاب "إحیاء العلوم" کے ادبِ خامسِ آدابِ سماع میں قیام اور کپڑے اتارنے کی نسبت (کہ بموافقت صاحبِ وَجد

---

(۱) لیکن اللہ نے ان کے دل ملا دیئے۔ (پ ۱۰، الأنفال: ٦٣).

(۲) اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے۔ (پ ٥، النساء: ١١٥).

وَتُوَقِّرُوْهُ﴾(١)۔

وقرئ "تعزّزوه" من العزّ، وأيضاً: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾(٢)۔

وأيضاً: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾(٣)۔

وأيضاً: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ○ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْراً لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾(٤)۔

وأيضاً: ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ

---

(١) تا کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔
(پ٢٦، الفتح: ٩).

(٢) اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔ (پ ٢٦، الحجرات: ١).

(٣) اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے، اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو؛ کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (پ ٢٦، الحجرات: ٢).

(٤) بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں، اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا، اور وہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ٢٦، الحجرات: ٤، ٥).

بعضاً﴾(۱)۔

وأيضاً: ﴿لَا تَقُولُوْا رَاعِنَا وَقُولُوْا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا﴾(۲)۔

وأيضاً: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى﴾(۳)... الآية.

ان آیاتِ کریمہ میں طرح طرح سے پروردگارِ عالم اپنے حبیب مکرم ﷺ کی تعظیم وتکریم خلق پر واجب، اور جو تعظیم کریں اُن کی غایت مدح وستائش، اور تارکین پر (اگرچہ بسبب ناواقفی اُن سے صادر ہو) سخت نفرین وسرزنش کرتا ہے، بلکہ اُن کے ادب کو بعینہٖ اپنا ادب، اور اُن سے گستاخی کو بعینہٖ اپنے حضور میں بے ادبی قرار دیتا ہے۔ اَوروں کو حکم دینا اور دوسروں پر اُس کا واجب کرنا ایک طرف، وہ بڑی عظمت والا ذوالجلال والاِکرام خود اُس جناب پر درود بھیجتا ہے، اور بخلاف انبیائے کرام کے ہمارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کو ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ﴾، ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ﴾ اور اسی طرح القابِ فخیمہ وکلماتِ تعظیمیہ، بلکہ آپ کے طفیل سے اِس امتِ مرحومہ کو ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ وأمثال ذلك کے ساتھ نوازتا ہے۔

یا آدم است باپدر انبیا خطاب	یا أیها النبي خطاب محمد است

(۱) ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہو۔

(پ ۱۸، النور: ٦٣).

(۲) راعنا نہ کہو! اور یوں عرض کرو کہ: حضور ہم پر نظر رکھیں! اور پہلے ہی سے بغور سنو۔

(پ ۱، البقرة: ١٠٤).

(۳) بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس، وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے۔ (پ ۲٦، الحجرات: ۳).

سے فرمایا: ''اے امیر! اس مسجد میں آواز بلند نہ کر؛ کہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کو تادیب کرتا ہے: ﴿لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ [1]، اور دوسرے گروہ کی مدح وتعریف فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾ [2]... الآية، ایک جماعت کے ذم میں وارد ہوا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ﴾ [3] إلى آخر الآيات، اور حرمت آپ کی حیات میں اور بعد از وفات یکساں ہے، یعنی جس طرح حضور والا میں بحالت حیات چلانا اور بلند آواز سے کلام کرنا ممنوع تھا، اسی طرح بعد وفات کے بھی خلاف ادب اور بے جا، خلیفہ کو اس کلام کے سننے سے خشوع وخضوع لاحق ہوا، عرض کیا: ''دعا کے وقت قبلہ کی طرف استقبال کروں یا حضور کی جانب؟'' فرمایا: ''اس جناب سے کیوں منہ پھیرتا ہے جو تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا قیامت تک وسیلہ ہے، آپ کی طرف منہ کرکے شفاعت کی درخواست کر؛ کہ آپ تیری شفاعت کریں''، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾'' [4]۔

---

(۱) اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔

(پ ٢٦، الحجرات: ٢).

(۲) بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس۔ (پ ٢٦، الحجرات: ٣).

(۳) بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں۔ (پ ٢٦، الحجرات: ٤).

(۴) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں، اور پھر اللہ سے معافی چاہیں، اور رسول ان کی شفاعت فرمائے، تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ ٥، النساء: ٦٤).